

مخلوق پر حجت نہیں، ع: دعو اکل قول عند قول محمد۔
 مؤلف رسالہ جامع رطب و یابس اگر اسی کو سمجھ لیتا تو آگے قدم اٹھانے
 کی ہمت ہی نہ کر گزرتا، مسئلہ رفع الیدین میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 فعل و قول سے بالاتفاق موافق مخالف ثابت ہے تو پھر آپ کے موافقی امتی فرد
 کو پیش کرنا ایمان کی کمزوری نہیں تو اور کیا ہے؟ "فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي"
 پر بھی تو ایک نظر ڈال لیتے۔ جامع ترمذی میں ہے ایک شامی نے عبد اللہ
 بن عمر سے تمتع کے متعلق مسئلہ دریافت کیا، انہوں نے جواب میں کہا جانتے ہیں،
 وہ شامی کہنے لگا: آپ کے والد تو منع کرتے تھے، اس پر ابن عمر نے برا فروختہ
 یہ کہا: اور آیت ان کان ابی یمنی عنہا و صنتہا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم، امر الیٰی یلتزم امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لقد
 صنتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا۔" یعنی مجھے تو یہ بتا کہ مان لو
 میرا باپ منع کرتا تھا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو تو میرے باپ کا
 کہنا مانا جائیگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی؟ اس شامی نے
 کہا نہیں نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی واجب التعمیل ہوگا
 تو بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ہے۔ شامی کی سمجھ میں یہ
 بات آگئی، خدا کی شان سے کہ ایسی واضح بات ان مذہبیوں کی سمجھ میں نہیں آتی
 اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات رد کرنے میں مختلف قسم کے حیلے ایجاد
 کر گزریں گے۔ حضرات مذہبیوں کے ایمان اور ان مذاہب کی ایجاد سے
 پہلے کی مسلم ہستیوں کے ایمان میں صرف اسی قدر فرق ہے۔ شاہ ولی اللہ
 محدث دہلویؒ نے تحفۃ الموحدین میں اور مولانا اسماعیل شہیدؒ نے تقوینۃ الایمان

میں اور فاضل محکمات سندھی۔ لا عمل بالحیث میں ان منہبیوں کے احادیث
 نہ نبیہ کے رد کرنے کے لئے ایسے ہی طریقے لکھے ہیں ملاحظہ ہو ہمارے رطب و
 یابس کے جامع قدرے خیال کرتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
 صحیحہ پر پیش قدمی کرتے ہوئے رفع الیدین نہ کرنے کے دلائل لکھنے اور
 پیش کرنے کی ہمت نہ کرتے اور آیت: یا ایہا الذین آمنوا لا تقدر موا
 یدیں یدیں اللہ ورسولہ کو بھی نصب العین رکھتے مگر انعام حاصل کرنے کی دھن
 بھی تو دل میں گدگدی اور لہر دوڑا رہی تھی ایسے اوقات میں تو حیا بھی کارگر ثابت
 نہیں ہوتی، انعام تو سہر وقت حاضر ہے مگر انعام حاصل کرنے کے لائق ظرف
 ہی نہیں اس کا کیا علاج کیا جائے،

سہلی دلیل کا جواب: صاحب رسالہ جامع رطب و یابس نے سب سے پہلی
 دلیل اس سہرخی سے اُجاگر کیا "حدیث قولی صحیح
 لرفوع غیر مجروح صریح ممانعت رفع یدین۔" اس میں سے سب سے پہلے
 جابر بن سمرہ کی حدیث جس کا مضمون یہ ہے کہ "ہم پر رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نکلے آپ نے فرمایا تمہیں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے میں کیوں
 دیکھتا ہوں جیسے سرکش گھوڑے کی دم، نماز میں سکون اختیار کرو۔"
 اب یہاں دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی یہ حدیث رفع الیدین ہی کی ممانعت
 صریح بھی ہے یا نہیں۔ اس حدیث میں، مالی اذیکہ واقعی ایدیکہ راو
 ہے حدیث کی تشریح حدیث ہی کر سکتی ہے جب تک حدیث سے مطلب واضح
 ہو کسی ایسے غیرے کی وضاحت کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے کہ اصول مسلمہ
 سے یہ بات ثابت ہے کہ الحدیث یفسر بعضہ ببعضنا، اس کے لئے
 حدیث کے طرق الفاظ متون دیکھنے کی ضرورت ہے لیجئے نفس صحیح مسلم اٹھا کر

دیکھ لیجئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس وقت صحابہ کو ہاتھوں کو اٹھائے
 دیکھا تھا نبی اللہ بن قطیبہ انہیں جابر بن سمرہ سے روایت کرنے والے کہتے
 ہیں کہ جابر نے کہا :- صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فکنا اذا سلمنا اقلنا بایدینا السلام علیکم السلام علیکم
 فنظر الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما شانکم
 لنشیرون باید کہ کانہا اذ ناب خیل شمس اذا سلم احدکم
 فلیلتفت الی صاحبہ ولا یومی بید لا ، اور ایک روایت میں ہے :
 انما یکنی احدکم ان یضع یدیه علی فخذیه ثم یسلم علی
 اخیه من علی یمینہ وشمالہ ، ملاحظہ ہو ص ۱۶۸ -

ان اٹھائے ہوئے ہاتھوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رانوں پر رکھنے
 کا حکم فرمایا رطب یا بس کے جمع کرنے والے صاحب یہ بتائیں کہ کیا رفع الیدین
 کے بعد کہیں ہاتھ رکھے بھی جاتے ہیں یہاں تو ان کے رکھنے کی جگہ بتا دی
 اور اٹھانے کی ممانعت کر دی ۔ سن ۔ ابو عوانہ میں اس حدیث کو کئی طرق سے
 بیان کیا ہے ص ۲۴۷ ج ۲ میں اس حدیث کو اس طرح بوضاحت بیان کیا ہے
 انہیں عبید اللہ سے عن جابر بن سمرہ قال دخلت انا وابی علی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل بنا فلما سلم اوأ الناس
 باید یمینا وشمالہ فابصرہم فقال ما شانکم تقلبون
 باید کہ کانہا اذ ناب الخیل الشمس اذا سلم احدکم فلیسلم
 علی من یمینہ وعلی من یسارہ فلما صرلوا معہ ایضا لم
 یفعلوا ذلک ۔

یعنی جابر بن سمرہ کہتے ہیں میں اور میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیداہل ہوئے آپ نے ہمیں نماز پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے داسنے بائیں ہاتھوں سے اشارے کئے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تب آپ نے لوگوں سے کہا کیا حال ہے تمہارا کہ ہاتھوں کو الٹ پلٹ کرتے ہو جیسے سرکش گھوڑے، بلکہ جب ایک تم میں سے سلام پھیرے تو داسنے بائیں والے پر سلام کرے، اس کے بعد پھر جب ان لوگوں نے نماز پڑھی تو ایسا نہیں کیا۔

اس حدیث کے الفاظ نے واضح کر دیا کہ یہ وہ رفع الیہ نہ تھا جسے رطب یا بس کے جمع کرنے والے سمجھے ہوئے ہیں، امام نسائی اس حدیث جابر بن سمرہ کی اس طرح تشریح فرماتے ہیں: **باب السلام بالیمن** اس میں وہی حدیث عبید اللہ بن القبطیہ کے طریق سے جابر کی حدیث بیان کی انہوں نے واضح کر دیا کہ یہ سلام پھیرتے وقت ہاتھوں کے اٹھانے کی ممانعت کرتی ہے دیکھو ^{۱۶۵} اس سے پہلے صفحہ ۱۹ ج ۱ میں اس حدیث پر بایں عنوان **سرخی قائم کی ہے** باب موضع الیدین عند السلام یعنی پاتھ سلام کے وقت کہاں رکھنا چاہئے، ثابت کر دکھایا کہ سلام پھیرتے وقت ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا چاہئے اٹھانا نہیں چاہئے۔ رطب یا بس کے جامع صاحب اس بات کو یاد رکھ لیں کہ یہ حدیث رفع الیدین کی ممانعت میں نہیں بلکہ سلام پھیرتے وقت ہاتھوں کے اٹھانے کی ممانعت میں وارد ہوتی ہے۔

اب امام الائمہ امام بخاریؒ کی بھی سن لیں وہ اپنی کتاب رفع الیدین کے صفحہ میں فرماتے ہیں: **فاما احتجاجہ من لا یعلم بحديث الی ان قال فانما كان هذا في التشهد لا في القيام كان يسلم بعضهم على بعض فنهي النبي صلی اللہ علیہ وسلم عن رفع الایدی فی**

الشہد ولا یحتج بہذا من العلم۔

یعنی جابر کی حدیث میں ممانعت لشہد کے بعد سلام پھیرنے کے وقت ہاتھوں کے اٹھانے کی ہے، قیام کے رفع الیدین کی ممانعت نہیں، اس حدیث سے رفع الیدین کرنے کی وہی آدمی دلیل پکڑے گا جس کو علم سے منس و محظ نہیں، علم سے بے بہرہ ہے۔ طحاوی نے اس حدیث سے رفع الیدین کی ممانعت کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کی سعی کی مگر وہ سچی بیکار رہی۔ امام نسائی طحاوی کے استناد فی الحدیث ہیں امام بخاری استاذ الاساتذہ ہیں۔ امام بخاری نے اس حدیث میں ایک سہتہ کی بات کہی ہے فرماتے ہیں: ولو کان کما ذہب الیہ لکان رفع الایدی فی اول التکبیر وایضاً تکبیرات صلوٰۃ الصید منہا عنہا لانہ لم یستثن سافعا دون رفع۔

یعنی اگر اس حدیث کا یہی مطلب ہوتا جیسا کہ بے علم جسے علم حدیث سے منس نہیں حجت پکڑتے ہیں تو ابتداء تحریمہ کا رفع الیدین اور عیدین کی تکبیروں کا رفع الیدین بھی ناجائز، ممنوع ہو۔ پھر یہ آپ کافوت والارفع الیدین کب ٹھیکر سکتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث جابر میں کسی رفع الیدین کو اس ممانعت سے علیحدہ تو کیا ہی نہیں۔ رطب یا بس کے جمع کرنے والے اپنے مذہب کی بھلے غیر منالیں، ابتداء تحریمہ کے رفع الیدین اس عام سوس کس چیز نے خاص کر دیا اور عیدین اور قنوت کو کس نے بچا لیا۔ اگر کچھ مذہبی غیرت کا مادہ ہے تو کچھ لب کشائی فرما دیجئے پھر انعام حاصل کرنے کی خوشی منائیے، ادارہ آفتاب کی طرف رقم انعام کی کیوں تحویل کرنا چاہتے ہیں مجھ تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی کمزوری کا برابر احساس ہوا ہوگا اسی لئے تحویل کرنے کا ارشاد گرامی صادر کیا بذات خود لینے کے لئے آتے تو اُلٹے منہ

کی کھا کر شرمندہ ہو کر واپس ہو جاتے، آپ میں ہمت ہے تو سامنے آئیے اور انعام ثابت کر کے لے جائیے، آپ کے عینی نے بھی نہیں طحاوی کی یاد کو تازہ کیا ہے بلکہ آپ کے جن احبابوں نے اس امر پر احتجاج کیا ہے وہ اسی طحاوی ہی کی تقلید میں۔ منصوص کے سامنے بھلا کسی کی سنی بھی جاسکتی ہے! سچ ہے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ لِبُكْلِ هَٰذَا مُعْتَلٍ۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی تلخیص المجیر کے ص ۸۲ ج ۱ میں مخالفین کے دلائل میں اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں: سواد دلیل فیہ علی منع الرفع علی الرقیعة المخصوصہ فی الموضع المخصوص وهو الس کوعر والس فہ منہ لانہ مختص من حدیث طویل۔

اس حدیث میں رفع الیہ بن شہور کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ یہ حدیث لمبی حدیث سے مختصر شدہ ہے۔ پھر اسے بیان کیا ابن حبان سے پوری حدیث مختصر کے بعد کہ: بان القوم انہما امر و اجبا السکون فی الصلوٰۃ عند الاشارة بالتسليم دون الرفع الثابت عند الزکوة، ثم رواه کنحو روايته مسلم قال البخاری من احتج بحديث ابن جابر بن سمرة علی منع الرفع عند الزکوة فلیس له حظ من العلم ولا خلاف فیہ انہما کان فی حال التشہد۔

بخاری، نسائی، ابن حبان کے سامنے طحاوی کی کیا حقیقت، عینی کے ہم عصر ابن حجر عسقلانی موجود ہیں اور آپ لوگوں کے مد مقابل ہم لوگ ہیں۔ اب آپ اپنی کہئے آپ نے اس کو صریح ممانعت رفع یدین کیسے کہہ دیا، پھر اس پر سینہ زوری بھی قابل دید ہے:

دوسری دلیل کا جواب ابن عمر کی خلافیات بیہقی کے حوالہ سے لکھی ہو

اس کا حال سنئے، یہ حدیث نصب الراية زیلعی ص ۱۴۷ ج ۱ میں ہے۔ اس حدیث کے نقل کے بعد معاً ہی زیلعی نے امام بیہقی کا فیصلہ بھی نقل کر دیا ہے، ملاحظہ ہوا فرماتے ہیں: قال البیہقی قال الحاکم ہذا باطل موضوع ولا یجوز ان یدکر الا على سبیل القدح فقد روينا بالاسانید الصریحة عن مالک بخلاف هذا ولم یذکر الدار قطنی فی غرائب حدیث مالک،

یعنی امام بیہقی نے اس حدیث کے بعد فرمایا اپنے استاد حاکم سے کہ یہ حدیث باطل اور موضوع ہے اس کو بیان کرنا روا نہیں البتہ جرح کی بنا پر بے شک ابن عمر سے صحیح سندوں سے مالک کے طریق سے اس کے خلاف مروی ہے، ملا علی قاری نے بھی موضوعات کبیر کے ملائیں اس حدیث پر تعاقب کیا ہے کہتے ہیں: قلت وقد صرح عنه خلاف ذلك یعنی بے شک ابن عمر سے اس کے خلاف صحیح ہوا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی تخریج ہدایہ ص ۸۷ میں حاکم کا قول نقل کر کے لکھتے ہیں: وَهُوَ كَمَا قَالَ - یعنی یہ واقعی اسی طرح ہے جس طرح حاکم نے کہا ہے۔ رطب یا بس کے ذخیرہ کرنے والے کیا یہ صحیح اور صریح رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل ہوئی؟ اذالم تستحیی فافعل ما شئت، کیا بناؤنی پھولوں سے بھی کہیں خوشبو کی امید ہو سکتی ہے!

یعنی حضرت ابن مسعود نے کہا کیا میں تمہیں تیسری دلیل اور اس کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر

بتاؤں؟ پس پڑھی نہ اٹھائے ہاتھ مگر اول مرتبہ پھر اس کا اعادہ نہیں کیا۔ علامہ سندھی ابو داؤد کے حاشیہ فتح الودود میں ذمیر رفع پر لکھتے ہیں: ظاہر ہے یوسف بن ابی ہریرہ نے قولہ فلم یرفع یدایہ الاصرۃ واحداً قول ابن مسعود فی بیان صلوٰۃ النبی ﷺ علیہ وسلم و فی نفس الامر لیس کذا بل قول علقمہ فی بیان صلوٰۃ ابن مسعود۔

اس حدیث میں لفظ "نہ اٹھائے اپنے دونوں ہاتھوں کو مگر ایک بار" بہ ظاہر یہ وہم ڈال رہا ہے کہ یہ مقولہ حضرت ابن مسعود کا ہے نبی ﷺ علیہ وسلم کی نماز بیان کرنے میں۔ اصل میں فی نفس الامر اس طرح نہیں ہے بلکہ یہ مقولہ علقمہ کا ہے ابن مسعود کی نماز کے بیان کرنے میں، یہی وجہ ہے کہ امام ابو داؤد نے اس حدیث کے بعد لکھا اور کہا: ہذا حدیث مختصر من حدیث طویل و لیس ہو بصر حبیہ علی ہذا المعنی، یہ ابن مسعود کی حدیث لمبی حدیث سے مختصر ہے اور اس معنی اور مطلب کی بنا پر صحیح نہیں، اب اس کا معنی یہ ہوا کہ علقمہ نے کہا: ابن مسعود نے نماز پڑھی اور صرف پہلی رکعت بار ہاتھ اٹھا یا۔

ترمذی نے عبد اللہ بن مبارک سے واضح کیا کہ: لحدیث حدیث ابن مسعود ان النبی ﷺ علیہ وسلم لم یرفع الا اول صرۃ،

امام دارقطنی اور ہزار ابن حبان یہی کہتے ہیں کہ ثابت نہیں، عبد اللہ بن مبارک نے کہا: وقد ثبت عندی حدیث دفع الیدین، میرے نزدیک تو دفع یدین کی حدیث ثابت ہے، امام بیہقی نے بھی ابن المبارک کے مقولہ کو بیان کیا ہے اور لکھتے ہیں: قال عبد اللہ کافی النظر الی النبی ﷺ علیہ وسلم وهو یرفع یدایہ فی الصلوٰۃ لکثرة الاحادیث

وجودۃ الامسانید ، یعنی ابن المبارک نے کہا میں کثرت احادیث ، جو دست
اسانہ کی بنا پر گویا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھ رہا
ہوں۔“

مجھے حنفیہ پر متحجب آتا ہے کہ وہ ابن المبارک کے اس مقولہ کی ترویج میں اڑی
سے چوٹی تک کا زور نکالتے ہیں بے سمجھی سے ابن المبارک مرفوع کی نفی کرتے
ہیں موقوف کی نہیں بات کا بشکریہ بنا دیا صرف سمجھ کا پھیر ہے ۔ ایک بات انسا
کی اور بھی سن لیں کہ اس حدیث میں ابن مسعود نے اپنے شاگردوں میں یہ بات کہی
کہ میں تمہیں نبی کی سی نماز پڑھاؤں ؟ انہوں نے اپنے شاگردوں کو پڑھائی اس میں
انہوں نے پہلی ہی مرتبہ ہاتھ اٹھایا پھر نہیں اٹھایا اور دونوں شاگردوں کے بیچ
میں کھڑے ہوئے اور رکوع و تشہد میں زلف پر ہاتھ نہیں رکھا بلکہ گھٹنوں کے
درمیان دونوں ہاتھوں کو رکھ لئے ۔ امام محمد نے تو صرف ایک بات کے سوا تمام
باتوں کو رد کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ مذہب حنفی کا مدار ابن مسعود پر بھی نہیں وقت پر
انہیں بھی جواب دیدیا جاتا ہے ۔ حنفیوں کو تو تینوں باتیں ماننی چاہئیں اس لئے کہ
نماز نبوی کی نقل کر کے دکھائی تھی ۔

میں دریافت کرتا ہوں مذہب کی لاج رکھ کر انصاف کو مد نظر رکھتے ہوئے
ایمانداری سے کہیں کہ ان کے زمانہ میں کیا کوفہ میں کوئی صحابہ زندہ تھے بھی یا نہیں
اور کسی ایک صحابی نے ان کی اس نماز کی تصدیق بھی کی تھی ۔ مجھے تو اتنا معلوم ہے
کہ ان کے اس تطبیق کے عمل کی تردید حضرت سعید بن ابی وقاص عشرہ ہشہ نے
براہ کرم دی تھی جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ہے اور ہمارے حنفیہ بھی اسے تسلیم
نہیں کرتے ۔ جب نبی کی نماز اسی طرح تھی تو پھر نہ ماننے کے کیا معنی ہوئے !
لیجئے ہم آپ کو ایک حدیث اسی ابوداؤد سے بتاتے ہیں کہ جس میں ایک صحابی

دس صحابہ میں نبی کی نماز کا دعویٰ کر کے بتاتا ہے اور سب کے سب ہی اس کی
 بتائی ہوئی نماز کو تسلیم بھی کر لیتے ہیں۔ میں اس کو امام زلیحی حنفی کی نصب الرایہ
 مطبوعہ مصر کے منہ ۳۱ ج ۱ سے نقل کرتا ہوں گو زلیحی نے اس حدیث کو بحوالہ بخاری
 لکھا ہے مگر یہ اصل میں ابوداؤد وغیرہ سنن کی ہے، ان لفظوں سے گو بخاری
 میں بھی ہے مگر مختصر طریقہ سے ابوحیہ ساعدی دس صحابہ کی مجلس میں یہ مانگ دہل
 دعویٰ سے للکار تے ہیں کہ: انا اعلامکم بصلاۃ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم، قالوا فواللہ ما کنت باکثنا تبعاً ولا اقل منالہ
 صحبۃ۔ خدا کی قسم یہ کیسے ہو سکتا ہے نہ تو تو ہم سے زیادہ صحبت میں پہلے
 ہے اور نہ ہی تابعداری میں۔ ابوحیہ فرماتے ہیں ”کیوں نہیں“ اس پر
 سب نے متفقہ طور پر کہا ”فأعرض لاؤاس نماز کو ہم لوگوں کے روبرو پیش کرو
 تب انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو
 دونوں ہاتھوں کو کن حصوں تک اٹھاتے، قرأت کے بعد رکوع کرتے تو اس
 وقت بھی رفع الیدین کرتے پھر رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی رفع الیدین کرتے
 پھر جب تشہد پڑھ کر غیری کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے جیسے
 ابتداء نماز میں کرتے پھر نماز میں اسی طرح کرتے۔ پوری نماز انہوں نے
 دس صحابہ کے روبرو پیش کی قالوا صدقت ھکذا کان یصلے، سب نے
 متفقہ طور پر کہا تم نے سچ کہا اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے
 تھے۔ یہ حدیث طحاوی کی معانی الآثار منہ ۱۵ ج ۱ میں بھی ہے، یہ حدیث
 قریب قریب سب کتابوں میں ہے مسلم میں نہیں۔ بخاری کی صحیح میں ہے مگر
 مختصر ترمذی بلکہ تمام محدثین نے اس حدیث کی تصحیح بھی کر دی ہے۔ زلیحی نے
 اس جگہ لکھا ہے کہ ضَعْفُ الطَّحَاوِيِّ بِمَآيَاتِي۔ یعنی طحاوی نے اسے ضعیف

کہا ہے جس کا ذکر آگئے آتا ہے، زبلی نے آگے چلکر ضابطہ ہی میں طحاوی کی
تضعیف کو بیان کر کے اس کی بوجہ الاقم تردید کر دی۔

طحاوی کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن عمرو بن عطار نے ابو حمید سے
اور نہ ہی ان کے ہمراہیوں سے یہ حدیث سنی ہے، ابو حمید اور محمد بن عمرو کے
درمیان ایک نامعلوم آدمی ہے محمد بن عمرو نے ابو قتادہ کا حاضر ہونا بیان کیا
ہے اس کی ایسی عمر نہ تھی کہ ان سے روایت کر سکے اس لئے کہ ابو قتادہ کو قتل
ہوئے ایک زمانہ گزر چکا تھا وہ حضرت علی کے ہمراہ شہید ہوئے تھے اور حضرت
علی نے ان پر نماز جنازہ ادا کی تھی، اس حدیث کو عطاء بن خالد نے محمد بن عمرو
سے روایت کیا ہے اس نے ان کے درمیان ایک آدمی داخل کیا ہے وغیرہ
طحاوی کے کلام کو ذکر کیا، امام زبلی ان سب کا جواب امام بیہقی کی کتاب
العرف سے واضح فرماتے ہیں۔ امام بیہقی کے لفظوں میں لکھتے ہیں: اجاب
البیہقی فی کتاب المعرفۃ فقال، انہوں نے کہا کہ طحاوی کا عبد الحمید
بن جعفر کو ضعیف کہنا سو یہ مردود ہے اس لئے کہ یحییٰ بن معین نے وثقہ،
وہ جمیع الروایات عنہ، تمام اس کی روایتوں میں ثقہ کہا ہے، اسی طرح احمد بن
حنبل نے، امام مسلم نے اس سے حجت پکڑی ہے رہا انقطاع کا طحاوی کا
کہنا سو وہ اس طرح نہیں بلکہ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ان کا ابو حمید سے
سننے کا فیصلہ دیا ہے۔ طحاوی کا کہنا کہ ابو قتادہ ابن عباس حضرت علی
کے ہمراہی میں شہید ہو چکے تھے سو یہ روایت شاذ ہے۔ شعبی نے یہ بیان کیا
ہے جس پر تمام مؤرخوں کا اجماع ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ ابو قتادہ ۳۵ھ تک
زندہ رہے۔ امام ترمذی، واقدی اور لیث اور ابن مندو نے صحابہ میں بیان
کیا ہے۔ غرض طحاوی کے تمام اعتراضوں کا زبلی نے دفعہ کر دیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے تلخیص میں ایک معقول بات کہی ہے محمد بن عمرو کے مستقل، وہ یہ کہ محمد بن عمرو جو عطف سے روایت کرتے ہیں وہ محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیشی مدنی ہیں یہ ابو قتادہ سے ملاقی نہیں بلکہ ان کے قریب تک نہیں یہ تو ابوسعلمہ بن عبد الرحمن وغیرہ کبار تابعی سے روایت کرتے ہیں ہاں محمد بن عمرو جس سے عبد الحمید بن جعفر روایت کرتے ہیں وہ محمد بن عمرو بن عطار تابعی کبیر ہیں، امام بخاری نے بالجزم ان کا ابو حمید سے سننا ارشاد فرمایا ہے اس حدیث کے کئی طرق ہیں ابو حمید ہی سے بعض ہیں ان دس میں محمد بن مسلمہ و ابواسید و سہل بن سعد کا ذکر آتا ہے جیسے ابن ماجہ میں سہل بن سعد سے وارد ہے۔ امام بن خزمیہ نے بھی کئی طرق سے اسے ذکر کیا ہے ملاحظہ ہو تلخیص ص ۸۳۔

بہر صورت یہ حدیث صحیح اور دس صحابہ میں نماز کا پیش کرنا اور دسوں ہی کا اس کی تصدیق کرنا کوئی معمولی بات ہے! ابو حمید ساعدی کی اس روایت کی تائید مسلم کی حدیث وائل بن حجر میں بھی موجود ہے انہوں نے بھی شی صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ مالک بن الحویرث نے بھی آپ کو رفع الیدین کے ساتھ پڑھتے دیکھا ہے۔ یہ بھی مسلم میں ہی ہے! ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کو رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ دیکھو بخاری وغیرہ۔ بلکہ ابن ماجہ، سنن، دارمی میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ہٰی اَرنکم، کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں؟ پھر انہوں نے ابتداء نماز درکوت جاتے دیکھتے رفع الیدین کیا پھر بعد میں کہا: ہٰکذا افاض بنحو، تم اسی طرح کیا کرنا۔ اس کے علاوہ اور بھی صحابہ کا آپ کی نماز کا دیکھنا اور رفع الیدین کا کرنا بتانا ثابت ہے۔

اب خارا لگتی کہیں ابن مسعود اکیلے بن تنہا وہ بھی اپنے گھر میں اپنے شاگردوں میں بیٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتانے کا دعویٰ کریں وہ صحیح یا جو صحابی دس صحابہ کی جماعت میں دعویٰ کرے اور دعویٰ کی بہر اوقت بھی دسوں سے کراوے اور دوسرے صحابہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رفع الیدین سے بیان کریں وہ صحیح؟ خاراوند الصاف نصیب کرے ابن مسعود کی نماز میں تو صحابہ نے بھی نقص نکالا، آپ کے امام محمد وغیرہ علماء نے بھی نقص نکالا بلکہ صاف کہہ دیا کہ ابن مسعود کی ان تینوں باتوں کو ہم نہیں لیتے دیکھو کتاب الآثار امام محمد ص ۲۲، ان احادیث کے علاوہ بے شمار صحابہ سے رفع الیدین کا ثبوت موجود ہے اور حدیثوں کی کتابیں لبریز پڑی ہیں کم از کم ذیلیعی کی نصب الراية صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۸۱ ہی ملاحظہ کر لیں دور نہ جائیں۔ مگر دیکھنے کے لئے آنکھوں کی ضرورت ہے، تسلیم کے لئے بول کی ضرورت، خاراوند تو ذیق بخشنے۔

میں نفس حدیث ابن مسعود کے ضعف وغیرہ پر آپ کو زور نہیں دیتا صحیح ہی مان لو مگر آپ خود ابن مسعود کی نماز کو نہیں تسلیم کرتے اس کا کیا علاج کیا ہاتھی کے دکھانے کے دانت اور اور چبانے کے اور "اسی کو تو نہیں کہتے" گریان میں منہ ڈال کر سوچتے پھر ہمت ہو تو میدان میں قائم رکھیے صرف رطب یا بس کے جمع کر لینے سے کام نہیں چل سکتا۔

حضرت ابن مسعود کی روایت اسی جگہ مرفوعہ ہے مگر صحیح و یوں کہ جو اصحاب امام اعظم کے حوالہ سے لکھی ہے، مسند امام اعظم خوارزمی میں اس حدیث کی تخریج اس طرح کی ہے:۔۔۔ ابو محمد النبیاری عن محمد بن ابراہیم بن زیاد الرازی عن

سليمان الشاذكوني قال سمعت سفيان بن عيينة يقول
اجتمع ابو حذيفة والاوزاعي رضي الله عنهما

معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث اسی مناظرۃ اوزاعی میں پیش کردہ ہے، میں علی
وجہ بصیرت دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ابن مسعود کو ان الفاظ اور اس سند سے
کسی کتاب میں نہیں اگر نظر آتی ہے تو اسی مناظرۃ اوزاعی ہی کے ضمن میں جو
ابو محمد حارثی بخاری نے اپنی سند سے روایت کیا ہے، اس کے رجال کا
حال ملاحظہ ہو۔ سب سے پہلے ابو محمد بخاری مخرج اس قصہ کے ہیں ان کا نام گرامی
عبداللہ بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری صاحب المنذ ابو محمد ہے
جو اہل المغنیہ حنفیہ کی مستند کتاب ہے جو حیر آباد میں دو جلدوں میں طبع
ہوئی ہے اس میں ہے: "وكان غوث ثقة وله من الكبر، یہ تو ایک فاضل
حنفی کی شہادت ہے، امام ذہبی فرماتے ہیں میزان میں عبد اللہ بن محمد
بن یعقوب الحارثی البخاری الفقیہ عرف بالاسناد قال ابن
الجوزی قال ابو سعید الواسی یہ تمام بوضع الحدیث

وقال احمد السلمي كان يضع هذا الاسناد على هذا المتن
وهذا المتن على هذا الاسناد وهذا آخر من الوضع - متهم بالوضع
ہے، خطیب بغدادی نے کہا "لا یحججہ" حجت کے قابل نہیں، بمعانی
الناب میں لکھتے ہیں "لم یکن موثوقاً به فیما نقله" اور لکھا ہے کہ حفاظوں نے
اسے اپنی قوارخوں میں ذکر کیا ہے مگر سب ہی نے اسے مناکیر اور باطل
روایت کرنے کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بسند موسیٰ بھی یہی ہے، محمد طاہر
فتی نے قانون الموضوعات میں لکھا ہے: "متهم بوضع الحديث" اب
دوسرا راوی ملاحظہ ہو محمد بن ابراہیم بن زیاد الساذکی، میزان

میں ہے : ضعفہ ابو احمد الحاکم قال الدارقطنی مات واث ،
 لسان المیزان میں ہے : ما جل یضع الحدیث - یہ دارقطنی کا مقولہ
 بیان کیا ہے - تیسرا راوی شاذ کوئی ہے اس کا نام سلیمان بن داؤد ہے
 اسرار رجال طحاوی ص ۳۳ جسے اہل دیوبند نے طبع کر لیا ہے اس میں ہے :-
 قد اجتمع النقاد البیاد علی الجرح فیہ بالکذب والوضعیۃ
 یعنی نقادین حدیث نے اجماع کیا ہے اس کے جھوٹ اور وضع پر یہ راوی
 جھوٹا اور حدیثوں کا بنانے والا ہے -

جواہر المنینہ میں ہے شاذ کوئی والا یہ راوی بھی بظہادت حنفیہ و ضاع
 کذاب ٹھہرا لیجئے اوزاعی والا قصہ ہی ختم ہو گیا ، اس کی بنیاد ہی بے پایہ
 کی ثابت ہوتی - پھر اس کو صریح اور صحیح دلائل عدم رفع الیدین میں ذکر کرنے
 میں کچھ توحیا طاری ہوئی چلے پیٹھتی - رطب یا بس کے جمع کرنے والے
 کے رسالہ کا زیادہ تر سرمایہ اسی قصہ پر ہے جس کی اصلیت پر پانی پھر گیا
 اگر کچھ غیرت ہے تو آئندہ اس کا نام تک نہ لیں ، اس قصہ کی لطافت اور
 ظرافت تو سیرۃ النعمان کے رد میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں ، مولانا رحیم آبادی
 نے ایک نفیس مقالہ تحریر فرمایا ہے جو دیکھنے پر موقوف ہے -

پانچویں دلیل کا جواب : ابن مسعود کی وہ روایت کہ جس میں
 ابو بکر و عمر و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ہمراہ نماز کا ذکر ہے اور ان کا عدم رفع الیدین کا ذکر ہے ، یہ حدیث دار
 قطنی اور ابن عری کی ہے ، مولانا عبدالحی لکھنوی تغلیق النجی ص ۸۹ میں
 لکھتے ہیں : فیہ محمد بن جابر متکلم فیہ و یخالفہ ما اخرجہ
 ابو داؤد عن میمون کما مر عن التحقیق -

علامہ زیلعی حنفی نصاب الراہۃ ص ۳۹۶ چم مطبوعہ مصر میں اس حدیث کو دارقطنی پہنچتی، ابن عادی سے بیان کر کے لکھتے ہیں: قال الدارقطنی تفرّد بہ محمد بن جابر وکان ضعیفاً عن حماد عن ابراہیم و غیر حماد یروہ عن ابراہیم عن سنان عن عبد اللہ من فعلہ غیر مرفوع وھو الصواب۔

بہر صورت یہ روایت مرفوع ثابت نہیں۔ میزان میں ہے: ضعفہ ابن معین والنسائی وقال البخاری لیس بالقوی قال ابو حاتم ساء حفظہ فی الآخر وذهب کتبہ وقال احمد لا یحدث عنہ الاثر منہ،

محمد طاہر فتی قانون الموضوعات میں لکھتے ہیں: محمد بن جابر الیہامی متروک،

نصاب الراہۃ ص ۳۹۶ چم میں ہے: و محمد بن جابر تکلم فیہ ائمتہ الحدیث واحسن ما قیل فیہ انہ یسرق الحدیث من کل من ید اکرہ حتی کثرت المناکیر والہو موضوعات فی حدیثہ ومن تکلم فیہ البخاری قال فیہ لیس بالقوی وقال ابن معین ضعیف۔ جس راوی کا یہ حال ہو اس کی حدیث بھی کہیں صحیح ہو سکتی ہے؟

چھٹی دلیل کا جواب: جامع رطب و یابس نے حدیث براہ بن عازب کو چھٹی دلیل ترک کر فرغیدین میں مزید صحیح مرفوع سے متصف کر کے پیش کیا ہے آپ کو اس حدیث کے بیان کے بعد اسناد حدیث کی توضیح بیان کا شوق بھی معاً لاحق ہو گیا،

آپ نے ابو داؤد کی سند پیش کر کے اس حدیث کے رجال شمار کر لئے ہوئے
چار واسطے برابر تک ذکر کئے: (۱) محمد بن الصباح بزار (۲) شریک
(۳) یزید بن ابی زیاد، (۴) عبد الرحمن بن ابی یسلی۔

آپ کی عقلمندی کا جائزہ لیں صرف ایک راوی کا تعارف اور توثیق
بیان کر کے لکھ رہے ہیں۔ یہ راوی صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہیں اس
لئے روایت بالکل صحیح ہے، آپ کی ہوشیاری کہئے، چالبازی کہئے یا
ابلہ فریبی سب بالکل بجا ہے، تین راویوں کا تعارف نہ کرنے میں ہی آپ
نے اپنی فائز المرامی کا راز نقور فرالیا، اگر ان کو آپ محک و نقد رجال کے
بورڈ پر لاتے تو قلعی کھل جاتی مگر کیا ایک انسان اندھا ہو جاوے، آنکھوں
پر چنٹا بھی کس لئے تو کیا کل مخلوق ہی ویسی ہوں گی؟

قدرے ہوش مند بن جائیے اور سنئے کہ محمد بن الصباح بزار جسے آپ
صاحب مسند بتا رہے ہیں غلط ہے بلکہ یہ تو صاحب ثمن ہیں طبقہ ثامنہ
اور صاحب مسند ان کا نام ہے ابو بکر احمد بن محمد بن عبد الخالق البصری
بزار یہ طبقہ فاش شدہ ہے، صاحب ثمن بخاری وغیرہ کے اساتذہ سے
ہیں صاحب مسند اساتذہ سے نہیں۔

خیال رہے یہ تذکرۃ الحفاظ کے چھان بین سے آپ کو معلوم ہو گا
اس پر طرہ یہ کہ آپ لکھتے ہیں: اس کے راوی بھی سب ثقہ ہیں۔ لیجئے
اس کے راویوں کا حال بھی سنئے:۔ دوسرا راوی شریک ہے، یہ
شریک ابن عبد اللہ القاضی الکوفی ہیں، رجال طحاوی میں ہے:۔
صدوق منقطع کشیدۃ نقیضہ حفظہ مند ولی بالکوفتہ، صدوق ہے
مگر بہت ہی غلطیان کرتا ہے، ان کا حافظہ جب سے کو فہ پر عاقل ہوئے

خراب ہو گیا تھا۔“

یہ ہے حنفی کی شہادت، اب امام ذہبی کی سُنئے ابن المبارک کہتے ہیں شریک کی حدیثیں کچھ نہیں۔ جو زجانی کہتے ہیں سنی الحفظ تھے اور مضطرب الحدیث بھی۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: شریک ثقہ ہے مگر غلطیاں کرتا ہے، اور القان کا مائدہ اس میں نہیں، دارقطنی نے کہا قومی نہیں اپنی تفردات میں۔ اب تیسرے راوی کی سُنیں: یہ یزید بن ابی زیاد، رجال طحاوی ص ۱۶ میں ہے یزید بن ابی زیاد المرہاشمی مولا ہجر الکوفی ضعیف کبیر فتخیر فصا ریتلقن وکان شیعیا۔ یعنی یہ ضعیف ہے، سن رسیدہ بوڑھا ہو گیا تھا، تلقین کو قبول کر لیتا تھا اور تھے یہ حضرت شعی۔ میزان میں ہے، یحییٰ القان نے کہا قومی نہیں، قابلِ حجت نہیں۔

ابن المبارک کہتے ہیں: اسے پھینکو! شعبہ کہتے ہیں: موقوفات کو خوب مرفوع بنا دیا کرتا تھا، اس کی یادداشت خراب تھی۔“

محمد طاہر فتنی قانون الموضوعات میں لکھتے ہیں: ”والجمہور علی تضعیفہ“ جمہور کا اس کی تضعیف میں اتفاق ہے۔“

چونکہ راوی ثقہ ہے، حاطب اللیل صاحب کم از کم لضب الراہ زلیعی ہی کو دیکھ لیتے، زلیعی ص ۴۰۲ چاہیں امام احمد سے لکھا ہے یہ حدیث وہی ہے، ایک زمانہ تک یزید برار کی حدیث میں ”ثم لا یعود“ کو ذکر نہیں کرتا تھا مگر جب اسے تلقین کی گئی تو اس کے بعد سے اس لفظ کو ذکر کرنے لگا دارقطنی نے یزید کا خود اس مضمون سے انکاری ہونا بیان کیا ہے، سفیان سے بیان کیا کہ مجھے یزید بن زیاد نے مکہ میں برار کی حدیث بیان کی اس میں

لا یعود کا کلمہ نہ تھا، مگر جب اس نے مجھے کوفہ میں جا کر یہ حدیث بتائی تو وہاں سے اس لفظ کو بیان کرنے سنا۔

ایمان داری اور انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمائیے کہ کیا یہ حدیث صریح اور صحیح ہوئی اور نیز اس کے رجال کی توثیق — خداوند ہی سمجھ دے، مجھے تعجب آتا ہے ایک دو کا نذر انسان دین میں بھی اپنی دوکان داری اور ہوشیاری کرنے کو اپنا فخر سمجھتا ہے، سچ ہے دُسن رے دُسنیا اپنی دُسن نہ،

سائلوں و دلیل کا جواب: حاطب اللیل جامع رطب یا بس کی روایت بیان کی، آپ نے درایہ کے ص ۸۴ کا تذکرہ والد دید یا مگر ابن حجر نے جو اصل اس پر ریویز کیا تھا اس کو پلاڈکار سے مضمم کر گئے، حافظ نے اس کے ذکر کے بعد کہا ہے: و فی اسنادہ ایضاً من ینظر فیہ، یعنی اس روایت کی سند میں رجال قابل غور و نظر ہیں۔ یہ روایت نصیب زبلی ص ۴۶ میں بھی ہے، زبلی نے کہا: و عباد ہذا تابعی فہو مرسل، عباد تابعی ہے صحابی نہیں لہذا حدیث مرسل ہے مرفوع نہیں۔

ہمارے حاطب اللیل جامع رطب یا بس مرفوع احادیث کے زمرہ میں شمار کر رہے ہیں جو صریح غلط ہے، مرسل مرفوع کے مقابل قابل احتجاج بالاتفاق نہیں، حنفیہ بھی تو اس مرسل کو نہیں مانتے اگر مانتے تو عیدین اور وتر میں رفع الید نہ کرنے، یہ مرسل کس قدر واضح ہے کہ شملہ ید فہو ما فی شئ حتی یفرغ۔ افتتاح صلوٰۃ بھی عام

ہم سبے فرشتے و تنبیات سب کو شافی ہے، رادھر ہاتھ لائیے کیسی پتہ کی کہی
اب آپ اپنے حقیقی بھائیوں سے اس پر عمل کرتے ہوئے علاوہ افتتاح
عیدین و ولیم میں بھی ترک کر اگر چھوڑیئے تب میں آپ کی بہادری کی برابر
دادوں کا بلکہ دوسروں سے بھی دلا کر ہی سانس لوں گا خدا نے چاہا تو
ہمت کیجئے!

نوشہ :- آپ ان حاجیوں کو نقل فرما کر یوں گوہر افشانی بھی فرماتے ہیں:
”جتنی حاجتیں نقل کی ہیں ان کے تمام راوی ثقہ ہیں، سب کی
ویلیم پیش کرتا لیکن کتاب کے طویل ہونے کی وجہ سے یہاں
نقل نہیں کی ہیں۔“

اجی حضرت! نوہم نے تو نقل کر ہی دیا ہے جس سے آپ کی صداقت
اور آپ کے ڈھول کا پول بھی واضح ہو گیا، اب پھر سے تو کہیئے کہ ان کے
تمام راوی ثقہ ہیں! آئیے میدان میں قدم رنجہ فرمائیے خدا کا نام لیکر
خوب گزرے گی جو بل بیٹھیں گے دیوانے دو۔

سات ویلوں کے بعد آپ فرماتے ہیں :- ”اب صحابہ کے طریقہ کو
بھی ملاحظہ فرمائیں۔“

بڑی خوشی سے ۔ آپ نے سرخی قائم کی :- ”آثار صحابہ ترک رفع
یدین“ آپ نے پہلا اثر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا
مگر غنبرات کو بڑھانے کی غرض سے تعداد قائم رکھی ۔

اثر امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
علاء مذیلتی نے نصب الرایہ ص ۳۴ ج ۱
میں اس اثر پر کلام ظاہری لکھ کر بایں اسلوب تعاقب کیا ہے، لکھتے ہیں

واعترضه الحاكم بيان هذه رواية شاذة لا يقوم بها
 حجة ولا تعارض بها الاخبار الصحيحة عن طاؤس بن
 كيسان عن ابن عمر ان عمر كان يرفع يديه في الركوع و
 عند الرفع منه وروى هذا الحديث سفیان الثوري عن
 الزبير بن عدي و لم يذكروا فيه لم يعد شمس و اما الحاكم
 وعنه البيهقي بسند لا عن سفیان عن الزبير بن عدي عن
 ابراهيم عن الاسود ان عمر كان يرفع يديه في التكبير
 ويلي كنهين حاكم بن عطاء بن كرام في روايت
 هي اصل في شاذة هي اسي روايتوں سے دليل قائم نہیں ہوا کرتی اور نہ ہی
 صحیح روايتوں کا مقابلہ ہو سکتا ہے ، طاؤس بن كيسان نے ابن عمر سے روایت
 کیا ہے کہ عمر رفع الیدین رکوع میں جاتے اور اٹھتے کیا کرتے تھے ، اس
 حدیث کو سفیان نے زبير بن عدي سے روایت کیا ہے اس میں لم يعد
 کے لفظ کو ذکر نہ کیا ، پھر حاکم و بیہقی نے اپنی سند سے سفیان عن
 زبير بن عدي عن ابراهيم عن الاسود سے روایت کیا کہ عمر رفع الیدین کرتے
 تھے تکبیر میں ۔

علامہ ابن حجر عسقلانی تخریج ہدایہ میں اس کو نقل کر کے لکھتے ہیں :-
 وليس فيه شمس لا يتعد وقد رواه الثوري وهو المرفوع
 يعني حاكم اور بیہقی نے اس کو روایت کیا ہے مگر لا يتعد اس میں نہیں ،
 ثوري نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہی اصل میں محفوظ ہے ۔
 ہمارے رطب یا بس کے جامع حاکم اللیل نے ابن حجر سے رجال
 کی توثیق تو نقل کر دی مگر اصل بات چھپا دی ، زیلعی نے اس روایت کو

شاذ کہا، مجلات شاذ کے ہوتے ہوئے بھی کہیں حدیث صحیح کہلا سکتی ہے؟ صحیح کی تشریف اصول حدیث میں دیکھو!

کیجئے صاحب! یہی سبب انہیں عمرہ سے پہنچنے کی! سنن کبریٰ ص ۶۵ پر میں ملاحظہ ہو، حضرت عمرؓ کا نیرفع ید یہ الے المنکین، کنہوں تک رخصۃ الیدین کرتے تھے اب فرمائیے آپ کہاں تک اٹھائیں گے؟ حضرت عمرؓ کنہوں تک کے قائل ہیں آپ نے ان کا کہنا تسلیم کیا اگر نہیں تو کیوں؟ کیا علیکم بسنتی اس جگہ نہیں یہ کوئی اور ہیں اگر صحیح ہے تو پھر عمل کیجئے اور اپنے تمام مذہبیوں سے کرا لیئے، مگر آپ حضرات تو کانٹوں ہی کو لئے پھریں گے یہاں انصاف کی ضرورت ہے حدیث صحیح بھی ہو اور شاذ بھی ہو یہ عجیب گورکھ دھندلے ہے!

جامع رطب یا بس اہل حدیثوں کو درایت عقل و فہم سے کام لینے کی ہدایت فرماتے ہیں اور بعد از عقل بتانا چاہتے ہیں کہ مجلات رات اور دن میں پانچ وقت نماز میں رخصۃ ثلثین کریں اور ان کو اطلاع نہ ہو، ہرگز نہ ہرگز نہیں، اور نہ کسی کے خواب و خیال میں یہ بات آسکتی ہے ہاں سے آپ مکرر سوچئے اور پھر مجھے کہنے دیجئے کہ رات و دن پانچ نمازوں میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جاتے تھے، تشہد میں رانوں پر ہاتھ رکھے جاتے تھے اس کی اطلاع ابن مسعود جیسی ہستی رات و دن ہمراہ رہنے والی کو معلوم نہ ہو، ہرگز نہیں یہ کسی کے خواب و خیال بلکہ دم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔

رطب یا بس کے جامع صاحب اس پر صاف کو کیجئے، جن صحابہ کو ابن مسعود کی یہ ہیئت معلوم ہوئی کیا کہا تھا صحیح مسلم کھول کر پھر فرمائیے، جناب من! تشہد میں آدمی کی نظر ہمراہ والے پر ہو سکتی ہے، رکوع میں

نظر واقع ہو سکتی ہے، بخلاف قیام، رکوع میں جاتے اور اٹھتے نظر ممکن ہے نہ واقع ہو، اس لئے کہ ایک تو ابن مسعود کا قد ہی کوتاہ بقدر رجل جالس اور پھر نماز میں نظر کہاں رکھنی چاہئے اس کا بھی خیال، خشوع نظر اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا آپ کے یہاں بالخصوص۔ علاوہ ازیں امام مقتدی سے پہلے رکوع سے کھڑا ہوگا یہ بھی عدم رویت کی وجہ سے ابن مسعود کا کہنا بالکل بجا ہے کہ میں نے اول مرتبہ ہاتھوں کو اٹھاتے دیکھا مگر بعد میں نہیں دیکھا، ہمیں بھی ان کی ذات سے یہی گمان ہے کہ وہ اپنی نظر قدموں اور سجدہ کی جگہ ہی رکھا کرتے ہوں گے مگر رکوع اور تشهد تو اس نظر کو مانع نہیں پھر کہیں انہوں نے گھٹنوں پر ہاتھ رکوع اور تشهد میں نہیں رکھا، اپنے طحاوی کی مدد حاصل کریں جس نے یہ روایت ایجاد کی ہے۔

نویں دلیل کا جواب: اس تخمیر میں علی کرم اللہ وجہہ کا اثر بیان کیا ہے زبلی و عینی نے اس کی صحت بھی بیان کی اور حافظ سے توثیق رجال بھی بیان کیا، سب کچھ ہے مگر عبد الرحمن بن مہدی جیسی سنی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب رفع الیدین ص ۵ میں لکھا ہے کہ: ذکرنا للثوری حدیث النہشلی عن عاصم بن کلیب فانکرہ، کہتے ہیں میں نے ثوری سے نہشلی کی روایت جو عاصم بن کلیب دانی سے پیش ذکر کیا تو انہوں نے اس حدیث کی صحت سے انکار کر دیا، میرے علم میں ان کا کہنا بالکل صحیح ہے اس لئے کہ میزان ذہبی میں ہے امام ابن المدینی نے فرمایا لا یحتج بہا النفس دہ، یعنی جن حدیثوں میں یہ منفر دہیں وہ قابل احتجاج نہیں، ثوری نے جو انکار کیا وہ اسی انفرادی کی وجہ سے۔ عاصم بن کلیب کا اگر نتائج کوئی کسی کو معلوم ہو پیش کرے

اور پھر یہ اڑی ہے، ان کی مرفوعہ تو علیحدہ رہی دوسرے صحابہ کی مرفوعات صحیحہ اس کے خلاف ہیں، اصول تو صرف اسی قدر کہتا ہے کہ راوی اپنی مروی عنہ کے خلاف کہے تو اس کی مرفوع میں نسخ کا گمان ہے۔ نیز اصول مسلمہ ہے کہ موقوفات مرفوع روایات کے معارض نہیں ہوا کرتے تسادی فی الوصف والقوة شرط ہے، یہی ایک کلیہ رطب یا بس کے جامع کے رسالہ کا پورا جواب ہے۔

جس قدر اس رسالہ میں طحاوی وغیرہ کے دوسری کمالات مندرج ہیں اسی وقت کارآمد ہو سکتے ہیں کہ اس نفس مسئلہ میں ان اثر والوں کے علاوہ صحابہ سے مرفوع کوئی روایت ہی نہ ہو یہاں تو بے شمار صحابہ سے روایتیں اس امر میں وارد ہیں، دس صحابہ کا اتفاق کیا کافی نہیں؟ ان اثرات میں تو آپ کو ان میں سے ایک بھی نظر نہ آوے گا خدا نے چاہا تو پھر یہ دوسری فضول، بیکار نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے، مثل ہے :
ذو سبت کو تنکوں کا سہارا۔

اس میں ابن مسعود کا فعل مذکور ہے۔
وسودس دلیل کا جواب : ابن مسعود سوائے افتتاح کی تکبیر کے نماز میں کسی جگہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے، رطب یا بس کے ذخیرہ کرنے والے اس پر مزید حاشیہ چڑھاتے ہیں شرح مشکوٰۃ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کے لئے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو عبد اللہ بن مسعود پسند کریں اور جس چیز کو وہ ناپسند کریں میں اپنی امت کے لئے ناپسند کرتا ہوں۔
حضرت والا! ہوش میں آجائیے اور آئندہ گھٹنوں پر رکوع

اور تشہد میں ہاتھ رکھنا چھوڑ دیں، تین آدمی ہوں تو امام کو بیچ ہی میں کھڑا کیا کریں اور قنوت اور عیدین میں رفع الیدین کو بھی خیر باد کہہ دیجیئے یہ ہمارا کہنا ٹھیک ہے یا نہیں، کیا آپ کو ابن مسعود کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا خیال نہیں، اپنے تمام بھائیوں سے کہیئے اور اس روایت پر عمل کیجئے اور کر اسئے، مشرورہ القائل سے خود را غصیت دیگئے را غصیت - فرمایئے ہم آپ کو کب سے اس روایت پر عمل کرتے اپنی نظروں سے دیکھیں؟

اس میں اثر ابن عمر مجاہد کے گیارہویں دلیل کا جواب: طریق سے بیان کیا ہے آپ اس کی تصحیح وغیرہ بھی بیان کر رہے ہیں۔ پہلے زیلعی طبع مصر ص ۹۷ ج ۱ میں ملاحظہ ہو، اس اثر کا زیلعی حنفی ہی نے وضع کیا ہے ثانیاً تعلیق الطحطاوی ص ۸۷ ج ۱ میں ملاحظہ ہو، طحاوی کے نسخ کے گمان کی خوب ہی قلعی کھولی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس طرف ابو بکر بن خیاش عدم رفع کے ناقل ہیں تو دوسری طرف ربیع، لیث، طاؤس، سالم، نافع، ابوالزیر، معارب، ابن وثار وغیرہم کہتے ہیں: راہنا ابن مسعود رفع یدیه اذا اذاد رکع۔

غیر لیجئے سونار کی ایک لوہار کی، اس عدم رفع کے راوی مجاہد ہیں اب لیجئے مجاہد کا اپنا ذاتی عمل دیکھو امام وکیع، مجاہد کا رفع الیدین ان مقامات میں کرنا نقل کرتے ہیں بلکہ اپنا مشاہدہ دیکھو جہز و رفع الیدین امام بخاری ص ۱۱۱ کیا اچھا فال ہے کہ حضرت رطب یا بس کے جامع کا نمبر بھی اس اثر کا عالم ہے اور اس کی بیچ کنی کا بھی ص ۱۱۱ ہے، اسی صفحہ میں تین روایتیں فعل مجاہد مذکور

ہیں۔ چوتھی جگہ ۱۵ میں گویہ اثر مجاہد اور کتابوں میں بھی ہے مگر میں اسی کے حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں، کہیے راوی کا اپنے حروف و کلمات سے نسخہ ہے جنتنا الحمد۔

ہمارے رطب یا بس کے جمع کرنے والے حضرت کوفہ میں جس قدر صحابہ تھے سب کو عدم رفع الیدین کے قائلین اور عابلیین بنانے میں اپنے مذہبی علماء کی تقلید میں ایڑھی سے چوٹی تک کی سعی کرتی مگر محض بے سود، لا حاصل اچانچہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد ہوں یا حضرت علیؓ کے، حضرت علیؓ کا مذہب بھی رفع الیدین ہی کا تھا دیکھو معالم السنن امام خطابیؒ ص ۱۱۲، مذہب اکثر العلماء الی ان الاخذی ترفع عند الرکوع وعند من فتح الرأس من ربه وهو قول ابی بکر الصدیق وعلی بن ابی طالب وابن عمر و ابی سعید الخدری وابن عباس و انس و ابن الزبیر و البیہقی و الحسن البصری و ابن سیرین و عطاء و طاؤس و عطاء و القاسم بن محمد و سالم و قتادة و مکحول و بہ قال الاوزاعی و مالک فی اخر عمرہ و الشافعی و احمد و اسحاق۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ ابن الزبیر کا مذہب رفع الیدین کا تھا۔ ہمارے رطب یا بس کے جمع کرنے والے نے علماء میں نہایہ شرح ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مسجد حرام میں نماز پڑھتے دیکھا ایک شخص کو کہ وہ رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے، ابن زبیر نے اس سے فرمایا کہ ایسا مت کر، یہ ایک چیز ہے جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھر اس کو ترک کر دیا، آپ کے مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی تعلیق المجتہد ص ۸۹ نمبر ۹ میں تحریر فرماتے ہیں: اس نہایہ والی روایت پر کہ: لکن هذا لا اثر له یجدہ النسخ جوں النسخ جوں

مسنداً فی کتب الحدیث مع انہ اخذہ البیہاقی فی رسالۃ
 رفع الیدین عن عبد اللہ بن الزبیر انہ کان یرفع یدایہ
 عند الخفض والرفع وکذا اخذہ عن ابن عباس وابن عمر
 وابن سعید وجابر والیٰ ہریرۃ وانش انہم کانوا یرفعون
 ایدہم۔ یعنی اس ابن الزبیر کی روایت کا کتب حدیث میں یہود
 ہی نہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی درایہ تخریج احادیث ہدایہ میں اس اثر ابن
 الزبیر کے متعلق لکھتے ہیں لَمْ یُجِدْهُ مُحَمَّدٌ لَوْ نَهْنِیْ مَا،
 علامہ زیلعی کی تخریج ص ۳۹۲ ج ۱ میں لکھتے ہیں: قلت غریب و ذکرہ
 ابن الجوزی فی التحقیق فقال وزعمت الحنفیۃ ان احادیث
 الرفع منسوخۃ لحدیثین مروا واحدہما عن ابن عباس
 قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدایہ
 کلہما سراعاً وکلہما سرفعہ ثم صارا لے افتتاح الصلوۃ
 وترك ما سوا ذلک، والشائے مروا لا ابن الزبیر انہ
 راہی سراجلاً یرفع یدایہ من السکوع فقال مہ فان
 ہذا شیء فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم
 ترکہ وھذا ان الحدیثان لا یعرفان اصلاً وانما
 المرحفوظ عن ابن عباس وابن الزبیر خلاف ذلک الخ،
 ہدایہ والے نے ابن زبیر کا مقولہ ضرور نقل کیا ہے مگر زیلعی مخرج
 احادیث ہدایہ کہتے ہیں یہ حدیث لاپتہ ہے، اس کو ابن الجوزی نے اپنی
 کتاب تحقیق میں حنفیہ کے دلائل میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حنفیہ
 کہتے ہیں رفع الیدین دو حدیثوں سے منسوخ ہو گیا ہے :-

(۱) ابن عباس کی روایت یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے پھر صرف ایتھری پر قرار پایا باقی متروک۔

(۲) ابن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس سے کہا چھوڑ دیا۔ وہ ہانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پھر چھوڑ دیا۔

بس یہ دونوں حدیثیں بے اصل ہیں محدثین کی جانچ میں کہیں نہیں ابن عباس اور ابن زبیر سے تو رفع الیدین کرنا ہی محفوظ ہے۔ یہ ہے آپ کی اور آپ کے مذہبیوں کی پونجی کا حال، اب پھر سے منسوخ تو کہئے !

ایک اور آپ کے حنفی کی شہادت منسوخ کی تردید میں ملاحظہ فرمالیں۔ علامہ سندھی حنفی محشی صحاح ستہ ابن ماجہ کے حاشیہ ۱۴۶ ج ۱

مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں : واما قول من قال ان ذلك الحديث مناسخ لرفع عن يمينه كناية عن الافتتاح فهم قول بلا دليل بل لو فرض في الباب نسخ فيه كونه الاثر بعكس ما قالوا اولی فان مالك بن الحويرث ووائل بن حجر من رواة السرفع من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخر عمرہ فروایتہما السرفع عند السرفع والرفع منه دليل على تاخر السرفع و بطلان دعوى نسخه فان كان هناك نسخ فينبغي ان يكون المنسوخ ترك السرفع وقد روى مالك هو كذا جلسة الاستراحة فمحمولها على انها كانت في اخر عمره في سن الكبر فمى ليس ما فعلها النبي صلی اللہ علیہ وسلم فصل اول فلان تكون سنة وهذا يقتضی ان يكون السرفع الذي رواه ثابتاً لا منسوخاً لكونه

آخر عمرہ عندہم فالقول بانہ منسوخ قریب من التناقض
وقد قال صلے اللہ علیہ وسلم لسا لک واصحابہ صرلوا کما
رایتمونی اُصلی ۱

یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ابن مسعود کی حدیث علاوہ تخریجہ کے اُصلیٰ
کی ناسخ ہے سیر بات بے دلیل ہے بلکہ اگر اس مسئلہ میں منسوخ ہو یا تسلیم
کیا جائے تو اس کا عکس زیادہ لائق اور عمدہ ہے، یعنی رفع الیدین کی روایت
سے نہ رفع الیدین کرنا زیادہ مستحق ہے کہ منسوخ ہو اس لئے کہ مالک بن
الحویرث اور وائل بن حجر جو رفع الیدین کے راوی ہیں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی اخیر عمر میں اسلام لائے ہیں ان دونوں کا رفع الیدین رکوع میں
جاتے اور اٹھتے روایت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ رفع الیدین آخری
امر ہے اور منسوخ ہونے کا دعویٰ جھوٹا۔ اگر اس جگہ منسوخ کچھ ہے تو
نہ رفع الیدین کرنا ہی زیادہ مستحق ہے۔ بے شک مالک بن حویرث نے
جب جلسہ استراحت کو بیان کیا تو حنفیہ نے اسے آپ کی کبر سنی اور
اخیر عمر پر محمول کیا اور کہہ دیا کہ یہ جلسہ مقصود بالذات نہیں تھا کہ سنت
قرار دیا جائے، اس کا مقتضی تو یہی ہے کہ جو رفع الیدین اس نے روایت
کیا ہے وہ ثابت ہے منسوخ نہیں اس لئے کہ یہ آپ کی آخر عمر کا فعل ہے
حنفیہ کے نزدیک لہذا منسوخ اب کہنا ایک قسم کا تعارض ہوا حالانکہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن حویرث اور اس کے ہمراہیوں سے کہا تھا
اپنے اپنے وطن جاؤ مجھے جس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح پڑھتے
رہنا، نور اللہ مرقدہ ۱ کما نور و جویۃ امر النبی صلی
اللہ علیہ وسلم و فعلہ ۱

اب اپنے مولانا عبدالرحیٰم لکھنوی حنفی کی بھی نہیں وہ اپنے تعلق المجد
 ص ۹۷ میں لکھتے ہیں: الانصاف فی هذا المقام انه لا سبیل
 الی سرد روایات الرفع بدوایة ابن مسعود و فعله و
 امر حبابه و دعوی عدم ثبوت الرفع ،
 یعنی انصاف اس جگہ یہ ہے کہ رفع الیدین کی روایتوں کو ابن مسعود کی
 روایت اور ان کے فعل اور ان کے شاگردوں کے فعل سے روک دینے کی
 کوئی لائن نہیں اور نہ ہی دعوی عدم رفع یدین کے ثبوت کا بلکہ دلائل
 دعوی نسخہ الرفع مبالغہ مبالغہ ثابت ذلک بنص الشارح ، اور نہ
 ہی منسوخ ہونے کا دعویٰ جب تک کہ شارع کی نص سے چھوڑنا ثابت نہ ہو
 آپ کی پوری کوشش منسوخ ٹھیرانے کی پانی میں جاتی رہی ، آپ کے
 رسالہ کا آل بھی اسی کے اثبات کا تھا وہ اب ختم ہو گیا اب تو ہم آپ کو
 دو صحابہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی نماز پڑھ کر بتانا پیش کرتے ہیں ،
 لیجئے پہلے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی کتاب نصب الراية رطبی ص ۴۵
 جلد ۱ مطبوعہ مصر کھول کر دیکھئے :-

عن ابی موسیٰ الاشعری قال هل اذیکم صلوة
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکبر و رفع یدیه
 ثم کبر و رفع یدیه للركوع ثم قال سمع اللہ لسن
 حمدا و رفع یدیه ثم قال هکذا فاصنعوا ولا
 ترفع بین السجدة تیناً

یعنی ابو موسیٰ اشعری نے کہا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی نماز پڑھ کر نہ بتاؤں ؟ پس انہوں نے تکبیر کہہ کر رفع الیدین کی

پھر صبح اللہ من حمدہ کہا اور ہاتھ اٹھایا ، پھر کہنا تم لوگ اسی طرح کرنا بخدش
 میں رفع الیدین نہ کیجاوے ۔ یہ حدیث ابن کبیرؒ ہی پیش کی تھی وغیرہ میں بھی ہے
 دوسری حدیث حضرت امیر المومنینؒ بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی دیکھو
 اسی زیلی کے صفحہ بالا میں ، عبد اللہ بن قاسم کہتے ہیں بینا الناس یصلون
 فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ خوج علیہم
 عبد بن الخطاب فقال اقبلوا علی یوحہکم اُصلّے بکم صلوٰۃ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الّتی کان یصلّے ویامرنا بہا فقام
 مستقبل القبلة ورفعه یدایہ حتی حاذی بہما منکبہ ثم کبر
 ثم رکع ثم فعل کذلک حین رفعہ فقال القوم ہکذا کان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلّے بنا ،

دارقطنی کی غرائب الکاتب زیلی نے حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر کے وقت اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے
 وقت رفع الیدین کرتے دیکھا ۔

حضرت عمرؓ کے صلاۃ النبی کے بتانے پر تمام لوگوں نے کہا واقعی نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے ۔ اب آپ کو کیا چاہیے !
 حضرت عمرؓ رفع الیدین کرتے تھے ۔ اسی زیلی میں ص ۲۱ ج ۱ میں ملاحظہ ہو
 سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں ، میں نے عمر بن الخطابؓ کو ابتدا نماز میں اور
 رکوع میں جاتے اور اٹھتے رفع الیدین کرتے دیکھا ہے ۔

ہمارے رطب یا بس کے جمع کرنے والے صاحب تاجر نے ص ۱۴ میں

ایک بات لکھی ہے اس پر بھی قدرے ریویو کرنا ضروری ہے اُسے بھی ذرا سُنیں : آپ فرماتے ہیں :

”عبداللہ بن مسعود کا دعویٰ تھا کہ قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں کہ جس کی نسبت مجھے علم نہ ہو کہ کس امر میں اتری ہے، یہ بھی انہیں کا قول ہے کہ قرآن کا ترجمہ سے اگر کسی کو زیادہ علم ہوتا تو میں سفر کر کے اس کے پاس جاتا۔ پس اُسے علم اور ملازمت صحبت کا عمل ایک نفس اور سچتہ دلیل کی ترجیح کے لئے کافی سے زائد ہے۔“

اب قدرے آنکھیں کھول کر سرووئی سے غور سے تامل فرماتے ہوئے ملاحظہ ہو : آپ کے تمام حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ عورت کے ہاتھ لگانے سے وضو نہیں جاتا (ملا مس کے معنی صرف جمع یہ نہیں) مگر حضرت ابن مسعود اور عمر فاروق کیا فرماتے ہیں، مصنفی شرح موطاء، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی طبع قدیم ص ۲۸ پر ملاحظہ ہوا ”پس حضرت عمر و ابن مسعود حمل کر دنا بردست رسانیدن بہ نساء، بقیہ جماع و برہنہ تفسیر لازم آمد کہ لمس را ناقض وضو دانند“ نیز فرماتے ہیں : ”و ممکن است کہ ابن عمر تمسک کر د با شند با ثمار حضرت عمر و ابن مسعود در دست رسانیدن۔“ اس کی مزید توضیح کے لئے سنن کبیری، بیہقی ص ۱۱۳۳ مج ۱ دارقطنی ص ۵۳ دیکھیں۔

بحر الرائق میں ہے : فمذہب عمرو و ابیہ مسعود و عبداللہ بن عمرو و جماعة من التابعین کمذہب الشافعی، اب فرمائیے آپ کیا فرماتے ہیں ؟ ”اُسے علم اور ملازمت صحبت کا عمل ایک نفس اور

پختہ دلیل کی ترجیح کے لئے کافی سے زائد ہے۔ اس اپنی تحریر پر دوبارہ
 نظر بھی کر لیں۔ اس مسئلہ میں کس امر کو ترجیح آپ اور آپ کے اصناف دیتے
 ہیں۔ کیوں صاحب آپ لم تقولون مالا تعلمون کے مرتکب تو نہیں ہیں؟ یا تقویٰ
 کے دکھانے کے وانت اور ہوتے ہیں اور چنانچہ کے اور وہی مثل تو نہیں؟
 اپنے مذہبی اصول کی بھی تو کچھ لاج رکھو، آپ لوگ ابن مسعود اور خلفاء راشدین
 کو صرف پہلک کے لئے کیوں اچھا لے کے عادی ہیں، ان کی باتوں پر عمل
 کرتے ہوئے کیوں سانپ سونگھ جاتا ہے؟ میں آپ کو چند مشقت از
 خردوارے نمونہ جات پیش کرتا ہوں اور اپنی مذہبی غیرت کو جوش میں
 لا کر عادی کو مدلل بدلائل کر کے بتا دیں تب ہم آپ کی بہادری اور
 مذہب پروری کو تسلیم کریں ورنہ ہم تو یہی کہیں گے کہ یہ سب باتیں
 کہنے کی ہیں گل کی نہیں۔ حضرت ابن مسعود کا حنفیہ جہاں جہاں خلاف
 کرتے ہیں ملاحظہ کرتے جائیے نمبر دار ۱
 (۱) ابن مسعود تطبیق کے قائل وغالی تھے، (۲) تین آدمی ہوں تو امام کے
 بیچ میں کھڑے ہونے کے قائل، (۳) جنازہ میں سورہ فاتحہ کے قائل وغالی
 (۴) سورہ حج میں دو سجدے کے قائل، (۵) حج جوڑین کے قائل،
 (۶) بچھنے سے وضو نہ ٹوٹنے کے قائل، (۷) عورت کے چھونے
 سے وضو کے قائل، (۸) بیچ مصراۃ محفلہ میں ایک صاع عمرو ایسی میں
 دینے کے قائل، (۹) گائوں میں جمعہ کے مجوز ویکھو حجۃ اللہ، (۱۰) زانی
 کے جلا وطن کے قائل، (۱۱) صبح کی نماز کے غلبے میں پڑھنے کے قائل، (۱۲)

صبح جمعہ میں سورہ دھیر اور سجدہ کے دو اکی بیڑھنے کے قائل، (۱۳) ان کے نزدیک اعتکاف صرف مکہ اور مدینہ ہی کی مسجد میں درست اور بس، (۱۴) ملوکہ خاندان والی کافر و خست گزناہی طلاق، (۱۵) پانچ درہموں میں چور کے ہاتھوں کا کاٹنا، (۱۶) پوتیاں پوتے کے ہمراہ وارث نہیں کل مال ابن الابن کا، شریفیہ دیکھو، (۱۷) ابن مسعود کے نزدیک باپ کے ناتہ کی بہنیں دو سگی بہنوں کے ہمراہ وارث تھیں دیکھو شریفیہ، (۱۸) محروم کا حاجب ہونا، (۱۹) رکوع میں ملنے کی غرض سے دور ہی سے رکوع کرتا ہوا چل کر آنا، (۲۰) حاکم گھوڑا، اور بھی کئی ان کی باتیں ہیں حنفیوں کو چاہیے کہ ان کی ان باتوں کو بھی اس تسلیم کرتے ہوئے اپنے مذہب کو خیر باد کہتے یا صرف زبانی ہی زبانی دعویٰ کرتے رہیں گے، ابن مسعود جیسی بہن کو بھول جانا اور صرف اپنے مطلب کے لئے انہیں آسمان پر چڑھا دینا کیا اس کو ہی دانائی اور عقلمندی کہتے ہیں؟

اب حضرت عمر فاروق خلیفۃ المؤمنین والمسلمین رضی اللہ عنہ سے جی مقابلہ کر کے دیکھیں ان کا مذہب بھی ہمارے احناف قبول کرتے ہیں یا نہیں؟
نمبر وار. ملاحظہ ہو!

(۱) زانی کا جلا وطن کرنا، (۲) جانور ذبح کیا جائے تو اس کے پیٹ کا بچہ بھی حلال، (۳) عورتوں کو عیہ گاہ جانیکا حکم، (۴) ایک شاہد کے ہمراہ قسم پر فیصلہ، (۵) ایک رکعت وتر، (۶) پانچ درہموں میں چوروں کے ہاتھوں کا کاٹنا، (۷) غلے میں صبح کی نماز پڑھنا، (۸) سجود تلاوت، (۹)

نباش کے ہاتھ کا کاٹنا (۱۰) شاح بغیر ولی نہ ہونا (۱۱) طلاق مکبرہ نہیں
ہوتی (۱۲) پگڑی پر مسجہ درست (۱۳) یتیم کے مال میں زکوٰۃ (۱۴) ایمان کا کم
زیادہ ہونا (۱۵) مسجہ جو رہن (۱۶) صبح جمعہ میں سورہ سجدہ اور سورہ دھر کا متعین
ہونا وغیرہ میں آپ کو کہا تک شمار کرتا رہوں۔

حفیو! کیا تم ان باتوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مانتے ہو؟ اگر نہیں
تو کیوں؟ مجھے کہنے دیجئے کہ ابنا حزم نے محلی میں نہایت متانت سے اور
نہایت ہی سنجیدگی سے ایک بات کہی ہے جس کی شہادت بظاہر تو آپ ہرگز
نہیں دیں گے مگر آپ کے دل تو ضرور ہی گواہی دیں گے کہ اس نے بڑے بہتہ
کی بات کہی ہے گویا تمہارے دلوں کو چیر کر تمہارے راز کو فاش کیا، کہو
تو غیر موزوں نہ ہوگا،

یہ محلی ۲۷ ج ۱ میں لکھتے ہیں: فقد وضح ان احتجاجہم انسا
شو حیث وافق شہواتہم۔ یعنی یہ لوگ واضح ہے کہ اسی وقت ان
کے اقوال کو لینے اور تسلیم کرتے ہیں جب ان کی خواہشات اور دل کے ساتھ
موافقت کرے ورنہ نہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے

گفتہ گفتم من شدم بسیار گو

از شما یک تن نہ شد اسرار جو

میں امید کرتا ہوں جس کے اندر کچھ بھی غیرت کا مادہ ہوگا اُسے تو
سراٹھانے کی ہمت آئندہ کے لئے ہوگی نہیں یہ علمدہ امر ہے کہ جیسا کہ
خیر باد کہہ دے، ناک مذہبی کٹوا کر سامنے کو آنے کی کچھ ہمت کر گزرے

ارشاد میاں مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے متبعین بنا دے اور
 اسی کی حمیت اور طرفداری پر موت دے۔ کہنے کے لئے تو بہت باتیں
 تھیں مگر قلت وقت و عارِ کیم فرصتی کے باعث اسی پر اکتفا کرتا ہوں خداوند
 عمل کی توفیق بخشے آمین۔

ہیں ہوں اسلام و مسلمین کا سچا خادم

ناچیز ابو عبد الباقیر محمد عبد الجلیل سامرووی کان اللہ

پنجشنبہ
 مورخہ ۲۱ جون ۱۹۵۶ء

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ و صحبہ وسلم
 اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

— میاں —

اس رسالہ کے لکھنے کی وجہ

ناظرین! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ چند دن ہوئے کہ حافظ محمد سعید صاحب آٹے والے دہلوی علی گڑھ کسی اجتماع میں تشریف لائے تھے، تبادلہ خیالات کے دوران میں آپ نے فرمایا کہ ”رفع یدین“ منع اور منسوخ ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر آپ کوئی صریح صحیح مرفوع متقبل حدیث بخاری شریف و مسلم شریف وغیرہا سے رفع یدین کی ممانعت میں دکھا دیں گے تو میں ایک ہزار روپیہ نقد بطور انعام پیش کروں گا، اس پر بات ختم ہو گئی اور حافظ صاحب نے دہلی اگر ایک رسالہ رفع یدین کے منع میں کسی نام صرف حافظ محمد تقی صاحب کے نام سے شائع کر لیا جس میں میری شرط کے خلاف احادیث درج کی گئی ہیں جن کی حقیقت آپ کو اس رسالہ میں معلوم ہوگی۔ اور خواہ مخواہ انعام کے حقدار بننے کی سبے جا کوشش کی ہے، لہذا اس کے جواب میں یہ رسالہ لکھا گیا۔

شیخ رفیع الدین متولی مولیٰ مسجد علی گڑھ

یہ رسالہ مندرجہ ذیل پتوں سے مل سکتا ہے:

- ۱۔ شیخ رفیع الدین صاحب مکتبہ موقی مسجد علی گڑھ
- ۲۔ محمد مسلم مدرسہ دارالکتاب السنۃ صدر بازار دہلی
- ۳۔ مولانا عبداللطیف معرفت دفتر ترجمان عملہ کشن گنج دہلی

2080
ACCESSION NO.....